ردِّ قادیانیّت

رسائل

- حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ
- حضرت مولانا محمد عاشق الٰہیؒ بلند شہری
- امام الہند حضرت مولانا ابو الکلام آزادؒ
- حضرت مولانا عبد الرحیم منہاجؒ
- حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ
- حضرت مولانا ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ
- حضرت مولانا شہاب الدینؒ
- جناب غلام محمد شوخ بٹالویؒ

احتسابِ قادیانیّت

جلد ۳۹

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

لال حسین اختؒر یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ جامعہ محمدی شریف نے اس کے جوابات تحریر فرمائے۔ ایم غلام محمد شوخ بٹالوی نے بھی قادیانی نمبر کا جواب تحریر فرمایا جو اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

۴/۱۶...... مصفّٰی کلام: قادیانیوں نے ''احمدیت کا پیغام'' رسالہ شائع کیا۔ جناب ایم غلام محمد شوخ بٹالوی نے مصفّٰی کلام کے نام سے اس کا جواب تحریر کیا۔ جو اس جلد میں شامل ہے۔

گویا احتساب قادیانیت کی جلد انتالیس (۳۹) میں:

۱......	حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ	کا	۱	رسالہ
۲......	حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ	کا	۱	رسالہ
۳......	حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ	کے	۳	رسائل
۴......	مولانا شہاب الدینؒ لاہوری	کا	۱	رسالہ
۵......	حضرت مولانا عاشق الٰہیؒ بلند شہری	کے	۲	رسائل
۶......	مولانا عبدالرحیم منہاجؒ	کے	۲	رسائل
۷......	مولانا ضیاء الرحمن فاروقیؒ	کے	۲	رسائل
۸......	جناب غلام محمد شوخ بٹالویؒ	کے	۴	رسائل
	آٹھ مصنفین کے	ٹوٹل	۱۶	رسائل

اس جلد میں پیش خدمت ہیں۔

غلام محمد شوخ بٹالوی کے صرف چار رسائل میسر آئے۔ ورنہ آخری رسالہ پر سلسلہ اشاعت نمبر:۱۱ درج ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ان کے اور بھی یقینی طور پر رسائل تھے۔ جن تک ہماری رسائی نہیں ہوئی۔ چلو جتنے ہوگئے الحمدللہ! باقی کی اللہ تعالیٰ کسی اور کو توفیق بخشیں گے کہ وہ جمع کردیں۔ وماذالک علے اللّٰہ بعزیز! اسی پر اکتفاء کرتا ہوں۔ والسلام!

محتاج دعائ: فقیر اللہ وسایا!

۱۸؍رمضان ۱۴۳۲ھ، بمطابق ۱۹؍اگست ۲۰۱۱ء

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ……احتساب قادیانیت جلد ۳۹

مطبع : ناصرزین پریس لاہور

طبع اوّل : اگست ۲۰۱۱ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

احتساب جلد انتالیس (۳۹)

مجموعہ رسائل

مصنفین : حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

حضرت مولانا شہاب الدینؒ

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہیؒ بلند شہری

حضرت مولانا عبدالرحیم منہاجؒ

حضرت مولانا ابوریحان ضیاءالرحمن فاروقیؒ

جناب غلام محمد شوخ بٹالویؒ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

تائید آسمانی

در

رد نشان آسمانی

حضرت مولانا محمد جعفر تھانیسری رح

''رسالہ نشان آسمانی جس میں مرزا قادیانی نے اپنے کو مسیح زمان اور مہدی دوران اور مجدد الوقت قرار دے کر...... چند اشعار مؤلفہ شاہ نعمت اللہ ولی ہانسوی سے اپنے دعوؤں پر استدلال کر کے اس شہادت کو نشان آسمانی ٹھہرایا ہے۔ میری نظر سے بھی گذرا چونکہ اس رسالہ میں مرزا قادیانی نے بے حد خودستائی کر کے دھوکہ بازی سے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہا ہے۔ اس واسطے بنظر اظہار حق ایک مختصر جواب اس رسالہ کا میں بھی عرض کرتا ہوں۔''

آٹھ نو برس ہوئے (شاید ۸۲، ۱۸۸۳ئ) اربعین فی احوال المہدیین جس کے اخیر میں یہ اشعار بھی چھپے ہوئے ہیں۔ خود میرا بھیجا ہوا عرصۂ دراز تک مرزا قادیانی کے ملاحظہ میں رہ چکا ہے اور مرزا قادیانی نے جس قدر اپنی پیشین گوئیوں تولد فرزند وغیرہ کو نوٹوں میں زیر اشعار مذکور اپنے رسالہ میں تحریر کیا ہے۔ وہ پیشین گوئیاں قریب تمام کے ان اشعار کے ملاحظہ کے بعد مرزا قادیانی نے تحریر کی ہیں۔

(ص ۷)

مولوی صاحب مرحوم نے مرزا قادیانی کی نفسیات کا بحیثیت معاصر خوب جائزہ لے کر ان کو کریڈٹ دیا ہے کہ وہ: ''عمدہ فلاسفر، مسرف، فضول خرچ، خوش پوش، نفیس خوار، نہایت دور اندیش، باوجود پیری اور بے مائیگی باکرہ خواتین کے حریص، بڑے گہرے اور ڈھنگے، عقلمند، خوش تقریر، خوش تحریر اور مسکین صورت اور طرح طرح کے حیلوں سے طالب زر ہیں۔''

(ص ۲۶، ۲۷)

مرزائی حضرات اپنے ''مجدد و نبی'' کی اتباع میں ''شاہ نعمت اللہ ولی'' کی پیشین گوئیوں کا شگوفہ موقع بے موقع چھوڑتے رہتے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ ''تائید آسمانی'' کو پھر سے شائع کر دیا جائے۔ تاکہ نئی نسل کو پتہ چلے کہ بفحوائے ''اذا خرجت العقرب فالنعل حاضرۃ'' اس ''نشان دجال'' کو اسی وقت بے نشان کر دیا گیا تھا۔ جب اس نے سر نکالا تھا۔

رہا یہ کہ ''شاہ نعمت اللہ ولی'' کون تھے؟ تو اس پر ''ریسرچ'' کرنے کی کوشش تو بہت کی گئی۔ مگر کثرت تعبیرہا سے اس خواب کو ہنوز پریشان ہی کہا جا سکتا ہے۔
مرزائی اہل قلم اربعین فی احوال المہدیین کو مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کی تالیف ظاہر کیا

کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے۔ جس میں جناب مہدیٔ موعود کے متعلق چالیس روایات (رطب و یابس) جمع کی گئی ہیں اور آخر میں صحیح بخاری کی ہرقل ابوسفیان مکالمے والی حدیث پر اس کو ختم کیا ہے۔ یہ مولانا ولایت علی صادق پوریؒ کی تالیف ہے اور ''مجموعہ رسائل تسعہ مولانا ولایت علی وغیرہ'' مطبوعہ (فاروقی) دہلی مع ترجمہ شائع ہوا۔ جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ مولانا شہیدؒ کی طرف اس کے انتساب کا کہیں اشارہ تک نہیں ملتا۔ دعویٰ تو یہ مدت سے کیا جاتا ہے کہ ۱۲۶۸ھ میں کلکتہ سے طبع ہوا تھا۔ لیکن باوجود مطالبے کے آج تک دکھایا نہیں گیا۔ جو عکس مرزائی شائع کرتے ہیں وہ بوجوہ مشکوک ہے۔

بہرحال یہ کتابچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے اور گو سفر کی حالت میں قلم برداشتہ لکھا گیا (ص ۳۲، ۳۳) مگر ہے معلومات نادرہ اور فوائد علمیہ پر مشتمل امید ہے اہل علم وفضل اس سے محظوظ اور عوام مستفید ہوں گے۔ وباالله التوفیق وھو الھادی الیٰ سواء الطریق!

خاکسار: محمد عطاء اللہ حنیف عفا اللہ عنہ ماجناہ

مدیر الاعتصام لاہور، مورخہ ۲/محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

M

بعد حمد وصلوٰۃ خاکسار محمد جعفر تھانیسری بخدمت ناظرین باانصاف کے عرض کرتا ہے کہ رسالہ ''نشان آسمانی'' جس میں مرزا قادیانی نے اپنے کو مسیح زمان اور مہدی دوران اور مجدد الوقت قرار دے کر بیان کریم بخش جمال پوری اور چند اشعار مؤلفہ شاہ نعمت اللہ ولی ہانسوی سے اپنے تینوں دعوؤں پر استدلال کر کے اس شہادت کو نشان آسمانی ٹھہرایا ہے۔ میری نظر سے بھی گذرا۔ چونکہ اس رسالہ میں مرزا قادیانی نے بیجا اپنی خودستائی کر کے دھوکہ بازی سے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہا ہے۔ اس واسطے بنظر اظہار حق ایک مختصر جواب اس رسالہ کا میں بھی عرض کرتا ہوں۔

پہلی شہادت کریم بخش

اوّل...... رنگینی عبارت اظہار گواہ مذکورہ اور مبالغہ اظہار صداقت اور ہر طرح کی سخت قسموں کو

بوچھاڑ اور وعید شدید کی بھر مار عقلاً اور شرعاً اس بیان کو بے وقعت اور غیر معتبر کر رہی ہے۔

دوم...... موافق قاعدہ شریعت اور قانون عدالت کے پہلے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ گلاب شاہ فقیر جس کی پیشین گوئی کا کریم بخش مذکور راوی ہے۔ ایسی پیشین گوئیوں کی لیاقت رکھتا تھا یا نہیں۔

سوم...... چند عادل اور معتبر لوگوں کی شہادت سے پہلے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ کریم بخش مذکورہ کو مثل دوسرے لوگوں کے دروغ گوئی سے اپنے پیرومرشد کے دعوے کو ثابت کرانے کا چسکا تو نہیں ہے۔

چہارم...... ان شکوک کے رفع ہونے کے بعد بھی شرعاً بیان واحد سے کوئی دعویٰ ثابت نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ دو گواہ عادل اس کی تصدیق نہ کریں۔ ”واستشهدوا شهيدين من رجالكم (البقرہ: ۲۸۲)“ خود قرآن مجید میں وارد ہے۔

پنجم...... مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی جن کو اپنی راست گوئی اور اتقاء پر کریم بخش مذکور نے گواہ نایا ہے اپنے کارڈ مورخہ ۱۸/جولائی ۱۸۹۲ء میں تحریر کرتے ہیں کہ: ”میں کریم بخش کے اتقاء اور دیانت اور صداقت اور پیشین گوئی کی روایت میں ان میں سے کسی بات پر شہادت نہیں دے سکتا۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ آدمی نمازی ہے۔ سال گذشتہ کے مارہ رمضان میں پیشین گوئی کے الفاظ کم سنے گئے تھے۔ جب مرزا قادیانی کا قیام لدھیانہ میں ہوا تو پھر مضمون پیشین گوئی کا بڑھ گیا۔ اس کا سبب اللہ کو معلوم ہے۔“

ششم...... ایک طرف نواس بن سمعان صحابی حضرت ﷺ سے (صحیح مسلم ج۲ ص۴۰۱، باب ذکر الدجال) میں روایت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا اور وہ مینار سفید شرقی دمشق پر اتریں گے اور دوسری طرف کریم بخش جمالپوری کہہ رہا ہے کہ مسیح قادیان میں پیدا ہو کر لدھیانہ میں نزول فرماویں گے۔ پہلی پیشین گوئی کے فرمانے والے نبی معصوم ﷺ ہیں اور دوسری کے کہنے والے ایک مستور الحال دبنگ فقیر ہیں۔ اب مرزا قادیانی کے لائق حواری ہی ایمان سے بتلادیں کہ ان دونوں متناقض روایتوں میں کون سی روایت قابل تسلیم ہے۔ اگر اس فرقہ کو شریعت محمدی اور قانون عدالت سے ذرا بھی مس ہے تو پھر کبھی ایسی لچر اور پوچ شہادت کو ایسے دعویٰ عظیم کے ثبوت میں پیش نہ کریں گے۔

دوسری شہادت از اشعار نعمت اللہ ولی

آٹھ نو برس ہوئے ''اربعین فی احوال المہدین'' میں جس کے اخیر میں یہ اشعار بھی چھپے ہوئے ہیں۔ خود میرا بھیجا ہوا عرصۂ دراز تک مرزا قادیانی کے ملاحظہ میں رہ چکا ہے اور مرزا قادیانی نے جس قدر اپنی پیشین گوئیوں تولد فرزند وغیرہ کو نوٹوں میں زیر اشعار مذکور اپنے رسالہ میں تحریر کیا ہے۔ وہ پیشین گوئیاں قریب تمام کے، ان اشعار کے ملاحظہ کے بعد مرزا قادیانی نے تحریر فرمائی ہیں۔ پس ایسی صورت میں فریق مخالف یہ کہنے کا استحقاق رکھتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اسی دن کے واسطے عمداً ان پیشین گوئیوں کو لکھ کر کے رکھا تھا تا کہ ان اشعار کے ساتھ وہ ان کو بیان کر کے اپنے مفید مطلب نتیجہ نکال سکیں۔

اب پہلے ہم ان اشعار کی اصلیت اور وقعت پر غور کرتے ہیں۔ جن لوگوں نے ایام غدر ۱۸۵۷ء کے دیکھے ہیں۔ ان کو یاد ہوگا کہ ایام غدر سے پہلے کسی مفسد نے ایک اور قصیدہ جس کا وزن یہ تھا ؎

شاہ غزنی خوش عنان پیدا شود

از طرف شاہ نعمت اللہ ولی تحریر کر کے اس میں شاہ بابر سے لے کر کل شاہان خاندان تیموریہ کو نام بنام لکھ کر پھر ذکر حکومت انگریزی اور اس کے بعد ۱۲۶۰ھ میں زوال سلطنت انگلشیہ اور آمد شاہ غزنی قرار دی تھی۔ مگر جب ۱۲۶۰ھ ہجری خالی چلا گیا تو پھر اسی ساٹھ کے ستر اور پھر ستر کے اسی سال اس قصیدہ میں تحریف کئے گئے تھے۔ جو غالباً اصل بناء غدر ۱۸۵۷ء اور جنگ ۱۸۶۳ء کی تھی۔ لیکن بناوٹی بات سے سوائے مفسدہ پردازی کے اور کوئی کام نہیں نکلتا۔ وہ سارے زمانے موعودہ گذر گئے۔ مگر اب تک شاہ غزنی نہ آیا اور نہ آوے۔ میرے خیال میں یہ اشعار پر بہار بھی جن سے مرزا قادیانی نے اپنے سادہ لوح مریدوں کا دل خوش کرنے کو اپنی مہدیت اور مسیحیت اور مجددیت پر استدلال کیا ہے۔ غالباً اسی قسم کے ہوں گے۔ کیونکہ مؤلف اشعار تک حسب قاعدہ محدثین سلسلہ روایت ثابت نہیں ہوتا اور یہ اشعار ۱۲۶۰ھ میں شائع ہوئے۔ اس سے آگے ان کا پتہ نہیں چلتا اور نہ اصل دیوان جس کا حوالہ جامع اربعین دیتا ہے۔ ہمارے ملاحظہ سے گذرے اور بفرض محال اگر مؤلف اشعار تک بھی سلسلہ روات قائم ہو جاوے تو بھی اس الہام سے کوئی یقینی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ ہماری شریعت میں الہام ایک ظنی چیز ہے اور مؤمن اور کافر دونوں ہی اس سے مستفید ہوتے ہیں۔ شاہ نعمت اللہ ولی کی اس قصیدہ میں جو اربعین کے ساتھ چھپا

ہوا ہے۔کل ۵۵ شعر ہیں۔جن میں مرزا قادیانی نے اپنے مفید مطلب صرف چوبیس شعر درج رسالہ(نشان آسمانی ص۱۱ تا ۱۷،خزائن ج ۴ ص ۳۷۱ تا ۳۷۲) کے فرمائے ہیں۔اس واسطے میں ان کل شعروں کو درج ذیل کر کے پھر مرزا قادیانی کے نوٹوں پر بحث کروں گا اور اشعار مذکور یہ ہیں۔

قصیدہ نعمت اللہ ہانسوی جو تخمیناً سات سو برس ہوئے لکھا گیا تھا

۱۔ قدرت کرد گار مے بینم | حالت روز گارے بینم
۲۔ از نجوم ایں سخن نمے گویم | بلکہ از کرد گارے بینم
۳۔ درخراسان و مصر شام و عراق | فتنۂ کار زارے بینم
۴۔ ہمہ راحال میشود دیگرہ | گرہیجنے در ہزارے بینم
۵۔ قصۂ بس غریب مے شنوم | غصۂ در دیارے بینم
۶۔ غارت وقتل لشکر بسیار | از یمین ویسارے بینم
۷۔ بس فرومایگان بے حاصل | عالم وخوند کارے بینم
۸۔ مذہب دیں ضعیف مے بایم | مبدع افتخارے بینم
۹۔ دوستان عزیز ہر قومے | گشتہ غمخوار وخوارے بینم
۱۰۔ منصب وعزل تنگچی عمال | ہر یکے را دوبارے بینم
۱۱۔ ترک وتاجیک راہم دیگر | خصم وگیر دارے بینم
۱۲۔ مکروتزویر وحیلہ درہرجا | از صغار وکبارے بینم
۱۳۔ بقعۂ خیر سخت گشت خراب | جائے جمع شرارے بینم
۱۴۔ اندکے امن گربود امروز | درحد کوہسارے بینم
۱۵۔ گرچہ مے بینم ایں ہمہ غم نیست | شادئی غم گسارے بینم
۱۶۔ بعد امسال چند سال دگر | عالمے چوں نگارے بینم
۱۷۔ بادشا ہے شام دانائی | سرور باوقارے بینم

۱۸۔ حکم امسال صورتے دگراست نہ چوبیدار دارے بینم
۱۹۔ غین رے سال چوں گذشت زسال بوالعجب کاروبارے بینم
۲۰۔ گردر آئینۂ ضمیر جہاں گردو زنگ و غبارے بینم
۲۱۔ ظلمت وظلم ظالمان دیار بے حد وبے شمارے بینم
۲۲۔ جنگ وآشوب فتنہ وبیداد درمیان وکنارے بینم
۲۳۔ بندہ را خواجہ وش ہمی یا بم خواجہ رابندہ دارے بینم
۲۴۔ ہر کہ او باربار بود امسال خاطرش زیر بارے بینم
۲۵۔ سکہ نوزنند بررخ زر درہمش کم عیارے بینم
۲۶۔ ہریک از حاکمان ہفت اقلیم دیگرے را دوچارے بینم
۲۷۔ ماہ راروسیاہ مے نگرم مہر را دل فگارے بینم
۲۸۔ تاجر از دور دست بے ہمراہ ماندہ در رہگذارنے بینم
۲۹۔ حال ہند وخراب مے یا بم جور ترک تبارے بینم
۳۰۔ بعض اشجار بوستان جہاں بے بہار وثمارے بینم
۳۱۔ ہمدلی وقناعت وکنجے حالیا اختیارے بینم
۳۲۔ غم مخور زانکہ من دریں تشویش خرّمی وصل یارے بینم
۳۳۔ چوں زمستان بے چمن بگذشت شمس خوش بہارے بینم
۳۴۔ دور اوچوں شود تمام بکام پسرش یاد گارے بینم
۳۵۔ بندگان جناب حضرت او سربسر تاجدارے بینم
۳۶۔ بادشاہ تمام ہفت اقلیم شاہ عالی تبارے بینم
۳۷۔ صورت وسیرتش چو پیغمبر علم وحلمش شعارے بینم
۳۸۔ ید بیضا کہ با او تابندہ باز با ذوالفقارے بینم
۳۹۔ گلشن شرع راہمی بویم گل دیں رابیارے بینم
۴۰۔ تاچہل سال اے برادرمن دورآں شہسوارے بینم

۴۱۔ عاصیاں از امام معصوم خجل وشرمسارے بینم

۴۲۔ غازی دوستدار دشمن کش ہمدم ویار غارے بینم

۴۳۔ زینت شرع ورونق اسلام محکم واستوارے بینم

۴۴۔ گنج کسریٰ ونقد اسکندر ہمہ برروئے کارے بینم

۴۵۔ بعد ازآں خود امام خواہد بود بس جہاں رامدارے بینم

۴۶۔ ا ح م د دال مے خوانم نام آں نامدارے بینم

۴۷۔ دین ودنیا ازو شود معمور خلق زوبختیارے بینم

۴۸۔ مہدئ وقت وعیسیٰ دوران ہر دورا شہسوارے بینم

۴۹۔ ایں جہاں راچو مصرے نگرم عدل اورا حصارے بینم

۵۰۔ ہفت باشد وزیر سلطانم ہمہ را کامگارے بینم

۵۱۔ برکف دشت ساقئ وحدت بادۂ خوش گوارے بینم

۵۲۔ تیغ آہن ولان زنگ زدہ کند وبے اعتبارے بینم

۵۳۔ گرگ با میش شیر با آہو درچرا باقرارے بینم

۵۴۔ ترک عیار ست مے نگرم خصم او درخمارے بینم

۵۵۔ نعمت اللہ نشست برگنجے از ہمہ برکنارے بینم

ان شعروں میں عین رے سال والے انیسویں شعر سے کھلم کھلا یہ ثابت ہوتا ہے کہ شروع تیرھویں صدی سے (جس کے پہلے دن یعنی یکم محرم ۱۲۰۱ھ کو سید احمد صاحب کی پیدائش ہوئی) عجیب وغریب واقعات ظاہر ہوں گے اور جیسے کہ سترھویں شعر سے ثابت ہوتا ہے۔ بادشاہ دانا اور سرور یعنی سید باوقار کا دور شروع ہوگا۔ مگر جو تیسیویں شعر ''چوں زمستان بے چمن گذشت'' سے چودھویں صدی کے سر پر مرزا قادیانی اپنے ظہور کا زمانہ نکالتے ہیں۔ یہ سراسران کی ہٹ دھرمی اور تحکم ہے۔ اس استنباط کو صرف مرزا قادیانی کے سادہ لوح مرید قبول کر سکتے ہیں۔ کیونکہ نہ حروف تہجی سے چودھویں صدی نکلتی ہے اور نہ معنوں اور مطلب سے یہ بات پائی جاتی ہے اور جو چالیسویں شعر تا چہل سال اے برادر من کے نوٹ میں مرزا قادیانی اپنی عمر مبارک کے اور تیس برس باقی بتلا کر اپنے کو مصداق اس شعر کو ٹھہراتے ہیں۔ سو اس دعوے کی صداقت اس وقت ہو سکتی

ہے کہ جب اور تیس برس تک مرزا قادیانی اس دنیا میں زندہ رہیں اور اگر خدانخواستہ جیسے کہ بظاہر حال ان کے ضعف اور کثرت امراض سے پایا جاتا ہے۔قبل از تیس برس آخرت کو سدھارے تو پھر وہی ظریف کا قول صادق ہوگا کہ تو ایسا دعویٰ مت کر کہ جس کی شہادت تیس برس کے بعد پیش کر سکے اور جو سینتیسویں شعر صورت وسیرتش جو پیغمبر کے نوٹ میں مرزا قادیانی اپنے ظاہر و باطن کو نبی کی مانند اور شان نبوت کو اپنے اندر نمایاں بتلا کر اپنے کو اس شعر کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔سو اس لغو تطبیق کو صرف آپ کے سادہ لوح مرید قبول کر سکتے ہیں۔مگر جنہوں نے حلیہ مبارک رسول کریم ﷺ کا کتابوں میں پڑھا ہے وہ کبھی مرزا قادیانی کے اس نوٹ کو تسلیم نہ کریں گے۔ مرزا قادیانی کا حلیہ مبارک اور کبوتر کی گردن کیسی سیاہ رنگی ہوئی ڈاڑھی بلکہ ازسرتاپا مرزا قادیانی کا لباس اور زرین کلاّ۔ کسی طرح پر بھی حلیہ اور لباس نبوی سے مشابہ نہیں ہے۔میرے خیال میں مرزا قادیانی کے پاس سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ ہوگا کہ یہاں صرف روحانی مشابہت مراد ہے۔نہ ظاہری، رہا مرزا قادیانی کا علم اور حلم اور سیرت! سو مرزا قادیانی کی فلسفیانہ اور حکیمانہ پیچدار اور لچھے دار عبارت اور آپ کا تبحر علم فلسفہ اور منطق اور کلام اور مناظرہ وغیرہ میں اور گالیاں اور سخت کلامی جو مرزا قادیانی کی اکثر تحریرات میں موجود ہے اور مرزا قادیانی کا وہ غصہ اور گرم مزاجی کہ جس سے ایک دم میں ایک لائق اور معزز بیٹا عاق اور ایک محترمہ اور بے قصور بیوی کو طلاق تک کی نوبت پہنچ گئی اور طرح طرح کے حیلوں سے آپ کی ہر تحریر اور تصنیف میں روپیہ کی طلب اور ’’ھل من مزید‘‘ کا نقشہ اور ترک جمعہ اور جماعت اور خوش معاملگی یا وعدہ خلافی اشاعت براہین احمدیہ اور سراج منیر میں اور بہت سی آپ کی دوسری عملی کاروائیاں آپ کو سیرت محمدیؐ سے کوسوں دور پھینک رہی ہیں اور چھیالیسویں شعر

ا ح م د دال می خوانم

میں احمد نام ہے جو سید احمد صاحب کے نام نامی سے مطابق ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا اسم مبارک غلام احمد ہے نہ کہ احمد اور غلام آپ کے اسم کا ایک جزو ہے۔جیسے عبداللہ میں عبد ہے۔پیشین گوئی کرنے والے پر یہ کیا محال تھا کہ غلام احمد آپ کا پورا نام پیشین گوئی میں بیان کرتا۔جیسے کہ گلاب شاہ کی وضعی پیشین گوئی میں مرزا قادیانی کا نام غلام احمد بیان کیا گیا ہے اور جو سینتالیسویں شعر

دین و دنیا از و شود معمور

کومرزا قادیانی اپنے طرف نسبت کر کے ترقی دین کواپنے ذریعہ سے ہونا بیان کرتے ہیں اوراپنے مریدوں کووعدہ اقبال اورفلاح دارین کا سناتے ہیں۔اس میں بھی سراسران کی ہٹ دھرمی ہے۔ کیونکہ بظاہر حال سید احمد صاحب سے دین ودنیا معمور ہوئی ہے۔ نہ کہ مرزا قادیانی سے،اس کی تصدیق کے واسطے سوانح احمدی کو ملاحظہ فرمائیے۔ جہاں لکھا ہے کہ سید صاحب سے چالیس لاکھ مسلمانوں نے بیعت کر کے اکثر نے ان میں سے مرتبہ ولایت کا حاصل کرلیااور تیس ہزار نصرانی اور ہندوسید صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ جہاں تک مجھ کوعلم ہے میں بیان کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے جذبۂ مسیحی سے آج تک ایک کافر مسلمان نہیں ہوا۔ گو ہزاروں روپیہ بقول مرزا قادیانی اجرائے اشتہارات اوراشاعت کتب میں ضائع ہوا،اورنہ آج تک کسی مشرک اور بدعتی کومرزا قادیانی کے ہاتھ پرتوبہ نصیب ہوئی۔حتیٰ کہ مرزا قادیانی سے خودمرزا قادیانی کے صاحب خانہ اور اولاد اور بھائیوں تک کو بھی ہدایت نہیں ہوئی۔ بلکہ بعض خاص خدمت گار مرزا قادیانی کے فرض نماز تک بھی نہیں پڑھتے۔ سید احمد صاحب کے دروازہ کے ادنیٰ فیض یافتہ اس ملک میں مولوی شیخ عبیداللہ صاحب نومسلم اور مولوی عبداللہ صاحب غزنوی ہوئے۔جن کے ہاتھ سے ہزاروں خلقت کو ہدایت ہوگئی اور صدہا ہندومسلمان ہوگئے۔ ہزاروں خلقت نے ان کے وعظ اور تذکیر اور صحبت سے اپنے آبائی طریق شرک اور بدعت اور فسق وفجور کو چھوڑ دیا اور مرزا قادیانی کے ہاتھ سے باوجود ایسے عظیم دعوے کے ان لوگوں کے ہزارویں حصہ بھی ہدایت نہیں ہوئی۔مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ:’’جذبات الٰہی سے ہدایت پا کراورحق اور حقانیت کی طرف ترقی کر کے نفس اور نفسانی امور کو میں نے چھوڑ دیا ہے اور بکلی ظلمت نفس اور جذبات نفسانیہ سے میں علیحدہ ہوگیا ہوں اور میرا جسم جوتخت گاہ نفس کا تھااور رخنہ جسمانیہ سے پاک ہوکر ایک مصفا قطرہ کی طرح ہوگیا ہے اور خداوند تعالیٰ کی نظر میں فقط ایک مجرو روح میں باقی رہ گیا ہوں۔ جوگذارش کے بعد باقی رہ گئی ہے اوراطاعت کاملہ مولیٰ میں میں نے ملائک سے مشابہت پیدا کر کے اب عنداللہ میرا حق ہوگیا ہے کہ مجھ کوروح اللہ اورکلمتہ اللہ کہا جائے اوراسی سبب سے میرا نام آسمان میں عیسیٰ رکھا گیا ہے اور خداوند تعالیٰ کے خاص ہاتھ سے ایک روحانی پیدائش مجھ کو مل گئی ہے۔ جوجسمانی باپ سے مجھ کونہیں ملی تھی۔‘‘ (نشان آسمانی ص۸، خزائن ج۴